بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

غیر خوش آئند حالات کے باوجود خوش آئند بات ہے کہ انتخابات ہو رہے ہیں، انتخابی عمل شروع ہو چکا ہے اور یہ واضح امکان سامنے ہے کہ ملک مارشل لا کے تسلط سے نکل کر سول حکومت کے دائرے میں داخل ہو جائے۔

یہ انتخابات اگرچہ معیاری تصوراتِ جمہوریت کے مطابق نہیں ہیں اور نہ اُن کے لیے کوئی صحت مندانہ اور اصلاح پسندانہ نقشۂ انعقاد اختیار کیا گیا ہے۔ بلکہ اُلٹا جن اصلاحات کے وعدے اور چرچے تھے اُن کے بالکل برعکس کئی ایسی صورتیں پیدا کر دی گئی ہیں کہ مختلف بدعنوانیوں اور جعلی ووٹوں کے لیے تمام دروازے دریچے کھل گئے ہیں۔

مختلف دینی اور علمی اداروں اور شخصیتوں سے نظامِ انتخاب کی اصلاح کے لیے، اور وہ بھی خاص طور پر اسلام کے حوالے سے، جو آرا طلب کی تھیں، اسلامی نظریاتی کونسل یا انصاری کمیشن وغیرہ کی جو رپورٹیں تیار ہوئی تھیں وہ سارا کیا کرایا کام غارت ہو گیا۔ اب جنرل یحییٰ کے دور کے انتخابات اور پیش آمدہ انتخابات میں صرف یہ فرق رہ گیا ہے کہ یہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہو رہے ہیں۔ البتہ ایک پہلو بہت قابلِ قدر ہے، وہ وہ یہ کہ پہلی بار انتخاباتِ عام میں جداگانہ انتخاب کا وہ اُصول نافذ ہو گیا جس کے لیے محبانِ دین و ملت عرصہ سے کوشش کر رہے تھے۔

خیر جو کچھ بھی ہو، انتخابات کی ایک قدر و قیمت ضرور قابلِ تسلیم ہے۔ وہ یہی کہ یہ مارشل لا سے نجات پانے کا ذریعہ ہیں۔

کوئی بھی قوت جو کسی ملک میں جامع اُصولی انقلابات کے لیے یا کسی محدود تبدیلی کے لیے سیاسی تغیر چاہتی ہو۔ اور قیادت کی صفوں کو بدلنے کا پروگرام رکھتی ہو، اس کے لیے معرکۂ انتخابات سے کنارہ کشی ممکن نہیں۔ اس کے لیے انتخابات تبدیلیٔ قیادت کی ایک سعی بھی ہیں، دعوت کو پھیلانے کا ایک وسیلہ بھی، عوام کی سیاسی انتخابی تربیت کرنے اور اُن کو غلط کار سیاست بازوں کے ہتھکنڈوں سے بچانے کی ایک تدبیر بھی، اور معاشرے کے اندر چھپے ہوتے سیاسی بگاڑ اور اسے پھیلانے والوں کے طور اطوار کو قریب سے سمجھنے کا ذریعہ بھی۔ علاوہ ازیں انتخابات ایک ایسا امتحان ہیں، جس کا چیلنج کسی فرد یا گروہ میں حرکت اور زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور اس کی صلاحیتوں کو بیدار کرتا ہے۔ افراد اور جماعتوں کے زندہ رہنے اور ترقی کرنے کے لیے ان کے اپنے اپنے دائرہ ہائے کار میں ایسے چیلنج اُبھرتے رہنے چاہئیں جو انہیں لمبی تانے سونے نہ دیں۔

پس خادمانِ دین کو بخوشی انتخابات کے چیلنج کو قبول کرنا چاہیے اور مشکلات و موانعات کا مجاہدانہ جذبے سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ آخر وہ لوگ جو نہ اپنی دُنیا بنانے اُٹھے ہوں، نہ جنہیں ذاتی حیثیت سے جاہ و اقتدار کے حصول کی تونس لگی ہو اور نہ جنہیں انتخابی سیاست کو کاروبار بنا کر اس میں سرمایہ لگانا اور نفع کمانا ہو۔ ان سے زیادہ بے لوث خادمِ دین و وطن اور ان سے زیادہ جری اور نڈر کون ہوگا۔ دوسرے لوگ تو شکست کے خوف سے پہلے دن سے پچک جاتے ہیں اور یہ خوف بھی انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ناجائز ہتھکنڈوں سے کام لینے کی تیاری کریں۔ جیسے وہ طالب علم جو اپنی نالائقی کی تلافی کرنے کے لیے نقل ماری کا راستہ اختیار کرتا ہے اور اس کے لیے نگرانوں کے خلاف چاقو اور پستول لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور پھر بھی اطمینان نہ ہو تو پرچے

دیکھنے والے ممتحنوں کو رشوت و سفارش کے ذریعے رام کرتا ہے۔ ایسے نالائق طالب علم بڑی سے بڑی ڈگری پا کر بھی ساری عمر اس اذیتِ احساس میں مبتلا رہتے ہیں کہ ہم حقیقت میں تو نالائق ہیں۔ بالکل اسی طرح بدعنوانیوں سے انتخاب جیتنے والے سیاست باز مفاد کے دستر خوانوں پر پہنچ تو ضرور جاتے ہیں، مگر ان کے دل کا چور ہر آن اُن سے کہتا رہتا ہے کہ تم جھوٹے نمائندے اور جعلی ممبر ہو۔

جو آدمی اس پستی سے بچا ہوا ہو، اُسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

جن با اُصول، اہلِ مقصد یا پابندِ اخلاق لوگوں کو دھن، دھونس، دھاندلی کا راستہ اختیار نہ کرنا ہو اور جنھیں برادریوں، نسلوں اور طبقوں کی جاہلی عصبیتوں کے جادو سے کام نہ لینا ہو، نیز جو سرکاری مشینری اور وسائل سے استفادہ کرنے کے خواہاں نہ ہوں، اُن کی ساری فیصلہ کن قوت دعوتِ حق، رابطۂ عوام اور خدمتِ خلق سے بنتی ہے۔ اگر نظامِ اسلامی کی علمبرداری کرنے والے کسی اُمیدوار کے پیچھے یہ قوت ضروری حد تک موجود ہو تو وہ مخالفین کی ساری بدعنوانیوں کا زور توڑ کر جیت سکتا ہے اور اگر یہ حقیقی قوت مناسب حد تک موجود نہ ہو تو ایک شخص خاصی قابلیت اور پوری تگ و تاز کے باوجود شکست سے دوچار ہو سکتا ہے۔

اب اگر کسی جگہ بنیادی کام اور اس سے حاصل ہونے والی ٹھوس قوت ہی وقیع نہ ہو تو پچھلے آٹھ دس سال کی کوتاہیِ کار کی سزا تو بھگتنی ہوگی۔

اگرچہ بنیادی قوت کی بہت زیادہ کمی کو چند روز کی انتخابی مہم میں پورا کر لینا بہت مشکل ہوگا، مگر پھر بھی یہ امر یقینی ہے کہ اگر سیاسی بصیرت، قابلیت، محنت اور دیانت سے بھرپور کام کیا جائے — اور اس کے لیے دن رات ایک کر دیے جائیں—

تو بعض صورتوں میں ناقابلِ توقع نتائج بھی نکل سکتے ہیں۔ ایسے کام کے لیے نشاناتِ راہ یہ ہیں:-

۱- اپنے دل کو قبل از وقت کی مایوسیوں سے اسی طرح پاک رکھا جائے جس طرح خوش فہمیوں سے۔ انتخابات کے میدانِ کارزار میں سچے جذبہ جہاد سے اُتر کر اپنی قوتوں اور سب جیتوں کو بازی میں لگا دیا جائے۔

۲- پیشِ نظر صرف اللہ کی خوشنودی ہو۔ اپنے اُٹھے ہوئے ہر قدم، زبان سے نکلنے والے ہر لفظ اور جیب سے خرچ ہونے والے ہر پیسے کو جذبۂ انفاق و ایثار سے خدا کی راہ میں لگا دیا جائے۔

۳- پوری کوشش کی جائے کہ تھوڑے سے وقت میں (تقریباً ایک ماہ) کارکنوں کی ۲،۲ اور ۳، ۳ افراد کی ٹولیاں (یا اکیلے افراد) تقریباً ہر گھر تک پہنچیں اور ہر ووٹر سے مل کر اپنی دعوت پہنچا دیں۔ دب دب کر اور جھجک جھجک کر نہیں، بلکہ صاف طور پر اپنا پیغام دیں کہ دین کے غلبے اور ملک کی فلاح کا سارا دارومدار اچھی قیادت پر اور ایوانوں میں جانے والے اچھے نمائندوں پر ہے۔ اس پہلو سے جو کمی اب تک رہی ہے، اس کی وجہ سے صدہا خرابیاں پاکستان بننے سے لے کر آج تک ہمارے لیے مقدر چلی آرہی ہیں وغیرہ۔

۴- لسٹ میں درج ووٹروں میں سے جو فوت ہو چکے ہوں، ان کی فہرست بنائیں ہو سکے تو ان کی موت کے سرٹیفکیٹ کارپوریشن کے دفتروں وغیرہ سے حاصل کریں، ملک سے باہر یا معذور یا دیگر ووٹروں کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔ عام ووٹروں کی شکل صورت، عمر کے اندازے اور تعلیم وغیرہ کا اندراج اپنے پاس رکھیں اور پھر ووٹرز لسٹ کی اپنی کاپی پر نشان لگا دیں۔

۵- خواتین ووٹروں سے ملنے کے لیے خواتین ہی کر جائیں، بہتر ہو کہ مردوں کے ساتھ ساتھ انہی کی طرح وہ بھی کام کریں۔

۶- دوسرے چکر میں ان تک ووٹ نمبر کی پرچیاں تیار کر کے پہنچائی جائیں۔

۷- جس بھی محلے سے کچھ باثر مرد یا عورتیں پوری طرح ساتھ دینے پر تیار ہو جائیں

اُن کو آمادہ کیا جائے کہ محلے کے جعلی ووٹروں کی نشاندہی میں مدد کریں۔

۸۔ اگر مضبوط قوتِ ارادی کام کرے تو ووٹروں سے دورانِ ملاقات چندے کی اپیل بھی کریں کہ وہ اس نیک کام میں مالی مدد بھی کریں۔ کیونکہ ہماری طرف سے کوئی سرمایہ دار نہیں آرہا۔

۹۔ خاص خاص نمایاں اور ممتاز افراد (مثلاً وکلا، اساتذہ، صحافی، تجار وغیرہ) کے پتے حاصل کر کے ان کو دانشورانہ معیار کا مختصر لٹریچر بھجوا دیا جائے۔

۱۰۔ ایک ٹیم پریس اور سرکاری عہدہ داروں سے رابطہ رکھنے کے لیے تیار کی جائے۔ انتخابی خبروں اور بیانوں کا ریکارڈ رکھا جائے۔ مخالفانہ باتوں کا ساتھ کے ساتھ جواب دیا جائے۔

۱۱۔ مرد اور خواتین الیکشن ایجنٹوں اور پولنگ ایجنٹوں اور اہم کارکنوں کو نہ صرف ضابطے اچھی طرح پڑھوا دیئے جائیں، بلکہ ضابطوں کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں سب کے پاس ہونی چاہئیں [1]

۱۲۔ یہ انتخابات چونکہ ایسے شرائط و احوال میں ہو رہے ہیں کہ بدعنوانیوں کا امکان زیادہ ہے اس لیے اس طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

الیکشن ایجنٹوں، پولنگ ایجنٹوں اور دیگر کارکنان کے لیے لازم ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ بدعنوانیوں کی روک تھام کے لیے متعلقہ اتھارٹیز کو فوری اطلاع دیں۔ پہلے سے اور موقع پر اپنے ووٹروں اور حامی شہریوں کی مدد اور بعض دوسرے اُمیدواروں کے تعاون سے آواز اٹھائیں، بلکہ ایسے تمام واقعات کا ریکارڈ رکھیں اور جو معاملات اشخاص کے ناموں اور عہدوں کے تعین کے ساتھ سامنے آئیں ان کی پوری ڈائری رکھیں اور ایسے واقعات کے متعلق دوسرے اُمیدواروں یا اُن کے پولنگ ایجنٹوں اور اپنے

---

[1] خصوصیت سے جو ہدایات چوہدری رحمت الٰہی صاحب کی طرف سے مجلہ "پاکستان" کے شمارہ ۲۱ میں شائع ہوئیں ان کو ضرور پڑھ لیا جائے۔

کارکنوں اور ووٹروں کی شہادتیں بھی محفوظ کرلیں۔ جہاں کیمرہ استعمال کرنے کی ضرورت ہو، وہاں کیمرہ استعمال کریں۔ کوئی گاڑی کسی غلط کام میں ملوث ہو تو اس کا نمبر نوٹ کریں۔

انتظامی اور پولیس افسروں سے رابطہ کرنے میں ناکامی ہو تو اس کی پوری رپورٹ بھی لکھ لیں کہ کس افسر کو کس وقت فون کیا گیا یا ملاقات کی کوشش کی گئی مگر رابطہ نہیں ہو سکا۔

جن بدیہی حالات و واقعات کو اخبار نویسوں کے نوٹس میں لانا ضروری ہو۔ وہ انہیں موقع پر دکھا دیئے جائیں۔ وہ ان چیزوں کو شائع کریں یا نہیں، ان کے علم میں ہر بات آجانی چاہیے۔ اس کا بھی ریکارڈ رکھیں کہ کب، کہاں، کس اخبار نویس یا رپورٹر کو آپ نے کیا احوال دکھائے۔

ملک بھر سے جمع شدہ ایسی رپورٹوں پر مرکزی طور پر غور کیا جائے گا۔ اور ان کا مجموعہ شائع بھی کیا جا سکتا ہے ان کی بنیاد پر الیکشن ٹریبونل میں بھی جایا جا سکتا ہے۔

اگر جعلی ووٹروں کی روک تھام کے لیے کوئی مضبوط ضابطہ[1] کام کرے تو یقینی صورت میں زرضمانت[2] دے کر جعلی ووٹر کے خلاف رپورٹ درج کرادی جائے۔ اس غرض کے لیے احباب مناسب رقوم ہر پولنگ اسٹیشن پر ساتھ رکھیں۔

بھرے ہوئے کچھ ٹرک حلقہ بہ حلقہ گھومتے ہیں۔ ان کے پیچھے سکوٹر سواروں کو لگا دیا جائے، اور وہ اگر دوسرے کسی پولنگ اسٹیشن پر ووٹ ڈالنے کے لیے اتریں تو اپنے آدمیوں کو یا کسی دوسرے امیدوار کے کارکنوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ جعلی ووٹروں کا ٹرک

---

[1] ضابطے موجود ہیں، سول بھی اور مارشل لا کا بھی۔ مگر ضابطے تو جبھی کام کرتے ہیں کہ انسان ان سے کام لینا چاہیں۔ اگر انسان ہی بے مہار ہو جائیں تو بچارے ضابطے کیا کر سکتے ہیں۔

[2] غالباً چیلنج ووٹ (جس سے جعلی ووٹروں کو چیلنج کیا جاتا ہے) کے لیے دو روپے داخل کرانے پڑتے ہیں۔ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ پریذائیڈنگ آفیسر جعلی ووٹر کو ووٹ ڈالنے کی اجازت ہی نہ دے۔ بصورت دیگر چیلنج کرنا چاہیے۔